سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اعمال صالحہ میں مسابقت

نحمده و نصلی رسوله الکریم! فاعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم بسم اللّٰه الرحمن الرحیم وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ (آل عمران:۱۳۳)

اور اپنے رب کی طرف مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جسکی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں وہ اُن پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

بادروا بالاعمال الصالحة فتکون فتن کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمناً و یُمسی کافراً ویُمسی مومناً و یصبح کافراً یبیع دینه بعرض من الدنیا (صحیح مسلم ۱۸٦)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو اس لئے کہ بڑے فتنے آنے والے ہیں۔ایسے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ صبح انسان مؤمن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر۔ اس لئے کہ اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

معزز سامعین کرام!

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ اور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث شریف تلاوت فرمائی اس میں اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو خطاب کرکے فرما رہے ہیں کہ اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جلدی سے دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے اور وہ متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے ایک عقل مند انسان اپنی حقیقت پر غور وفکر کرے، اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور حکمت پر سوچے، اور اس کی شان ربوبیت پر غور وحوض کرے تو اس تفکر تدبر اور غور وخوض کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف خود بخود دل مائل ہوگا اور دل میں یہ داعیہ پیدا ہوگا کہ جس خالق نے مجھے پیدا کیا ہے مجھے بارشوں کی رحمت میں رکھا ہے نعمتوں کی مجھ پر بھتات کی ہے اس مالک اور اس خالق کا مجھ پر بھی کوئی حق ضرور ہوگا اس لیے اس آیت مبارکہ اور حدیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا

ہے کہ جب دل میں یہ داعیہ پیدا ہوتو فوراً نیک کام کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اسمیں دیر نہیں لگانی چاہیے۔ مبادرۃ کا یہی معنی ہے یعنی کسی کام کو جلدی کرنا اور اس میں ٹال مٹول نہ کرنا، آئندہ اور کل پر نہ چھوڑنا۔

نیک جذبے پر فوری عمل

محترم سامعین! یہ داعیہ درحقیقت اللہ جل جلالہ کی طرف سے ایک معزز مہمان ہے اس کی خاطر مدارت کرنا چاہیے اور اس کی خاطر مدارت یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے مثلاً دو رکعت نفل پڑھنے کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ تو اگر وقت مکروہ نہیں تو فوراً وضو کر کے دوگانہ پڑھے۔ یا اگر صدقے اور خیرات کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تو اسی وقت صدقہ یا خیرات کر لیا جائے۔ کوئی پتہ نہیں کہ اگر تم نے اسکو کل یا آئندہ پر ٹال دیا تو کیا کل یا آئندہ آپ زندہ بھی ہوں گے؟ اور اگر زندگی مل گئی تو کیا صحت بھی نصیب ہوگی۔ یا بالفرض اگر صحت بھی مل گئی تو کیا یہ جذبہ اور شوق بھی اسی طرح ہوگا۔ لہٰذا نیک کام کا داعیہ پیدا ہوتے ہی اس پر عمل کرنا چاہیے۔

اعمال صالحہ میں مسابقت

ایک لفظ تسابق ہے۔ مسابقہ کا معنی ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانا۔ مقابلے میں آگے نکلنے کی کوشش کرنا۔ آخرت کے کاموں میں دوڑ لگانا۔ دنیا کے کاروبار میں تو چھوٹے بڑے سب ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی جستجو میں مصروف ہیں۔ دولت کمانے پیسہ بٹورنے کی دھن سب کو لگی ہے آخرت کی فکر، قبر وحشر حساب و کتاب کی فکر کسی کو نہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند

حضرت عبداللہ بن مبارک جو بڑے رتبے کی محدثین، صوفیاء کرام اور بڑے اولیاء کرام میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ میرا اٹھنا بیٹھنا ایک وقت میں بڑے بڑے مالداروں اور دنیاداروں کے ساتھ تھا۔ ان کی شان و شوکت، ساز و سامان دیکھ کر میرے اندر بھی دنیا کی حرص بڑھ جاتی تھی اور میری زندگی میں اطمینان، سکون اور آرام نہیں تھا۔ ہر وقت بے چینی اور پراگندگی طبیعت میں ہوتی تھی۔ لیکن جب سے نیکو کاروں کا ساتھ دیا ان کا رفیق بن گیا۔ آخرت کی فکر دامنگیر ہوئی۔ تو اب حالت یہ ہے کہ میں دنیا کی کاموں کی طرف التفات نہیں کرتا۔ کسی دنیادار پر مجھے رشک نہیں۔ مال و دولت کے اعتبار سے کم رتبہ لوگوں کو دیکھ کر مجھے احساس ہوتا ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے۔ یہ ان لوگوں کے پاس نہیں۔ ان سے تو میرے کپڑے اچھے ہیں۔ ان سے تو میرا کھانا پینا بہتر ہے۔ میرا گھر بھی ان سے اچھا ہے اور میری سواری بھی اس کی سواری سے اچھی ہے۔ اس وجہ سے مجھے راحت ملی ہے۔ سکون ملا ہے۔ اطمینان ملا ہے ......

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالح کند

یہ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے کی برکت ہے۔ کوئی شخص تجربہ کر کے دیکھ لے۔ اپنے اونچے کو دیکھتے رہو گے۔ کبھی بھی پیٹ نہیں بھرے گا۔ کبھی قناعت اور آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب نہیں ہو گی۔ ہر وقت زیادہ کمانے، اچھی سے اچھی گاڑی کی تمنا، مال و جائیداد زیادہ کرنے کی کوشش، غرض پوری دنیا کی نعمتوں کو حاصل کرنے کی دھن میں لگا رہے گا۔ یہاں تک کہ مکین مرقد ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

''تم کو کثرت مال و دولت جمع کرنے نے غفلت میں رکھا۔ یہاں تک کہ تم نے جا کر مرنے کے بعد قبریں دیکھیں''۔

کثرت مال کی حرص سے ممانعت

حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

لو کان لا بن ادم وادیاً من ذھبِ احب ان یکون لہ وادیان (بخاری)

اگر ابن آدم کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ پھر بھی چاہے گا کہ ایک کے بجائے دو وادیاں مل جائیں۔ دو مل جائے تو تین کی تمنا کرے گا اسی طرح پوری زندگی اسی دوڑ میں ختم ہو جائے لیکن کبھی راحت وسکون کی منزل پر پہنچ نہیں پائے گا۔ یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مال و دولت کے ذریعے سے راحت وسکون خریدا نہیں جا سکتا۔

مال کے ساتھ راحت وسکون ممکن نہیں

یاد رکھو! راحت وسکون ایک الگ شے ہے اور اسباب راحت الگ چیز ہیں راحت اللہ کی طرف سے ایک قیمتی عطیہ ہے اور ہم نے اسباب راحت کا نام راحت رکھ دیا ہے۔ روپے پیسے کے ذریعے اسباب راحت خریدی جا سکتی ہیں۔ مثلاً گرمی کے موسم میں گرمی سے بچاؤ کیلئے ہم ائیر کنڈیشن، ائیر کولر تو ضرور خرید سکتے ہیں لیکن اطمینان قلب، راحت اور آرام خرید نہیں سکتے۔ اسی طرح سردی سے بچنے کیلئے ہم گرم کپڑے، ہیٹر وغیرہ تو خرید سکتے ہیں لیکن راحت و آرام نہیں خرید سکتے۔ بہت سارے مالدار، دنیا دار، صاحب ثروت و حشمت لوگ رات کو سونے کے خاطر نشہ آور گولیاں کھاتے ہیں۔ حالانکہ نرم بستر، ائیر کنڈیشن کمرہ، ٹی وی اور نیٹ موجود ہیں نوکر چاکر بھی ہیں لیکن نیند نہیں آ رہی۔ پتہ لگ گیا کہ اسباب

راحت کے حاصل کرنے سے راحت کا ملنا ضروری نہیں۔ اور ایک وہ شخص ہے، جس کے پاس لیٹنے کے لئے کوئی بستر نہیں چارپائی کے بجائے سخت زمین ہے۔ ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر آرام کی نیند سو جاتا ہے۔ آٹھ گھنٹے بھرپور نیند لے کر صبح کو بیدار ہو جاتا ہے۔ تو اب راحت کس کو ملی۔ مالدار، دنیادار کو یا اس غریب بے گھر تھکے ہوئے زمیندار کو۔ کہ اس کے پاس اسباب راحت موجود نہیں تھے لیکن راحت مل گئی۔ دوسرے کے پاس اسباب راحت موجود لیکن راحت موجود نہیں۔

معزز دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر ہم اسباب دنیا جمع کرنے میں مصروف ہو کر دوسروں سے آگے بڑھنے کی فکر میں لگ گئے تو اسباب راحت تو جمع ہو جائیں گے۔ سب کچھ ہاتھ آ جائیگا۔ کوٹھی، بنگلہ، نوکر، چاکر، موٹر کار، خشم وخدم، روپے پیسے، لیکن آرام وراحت کا نشان تک نہیں ملے گا۔ جب تک یہ خیال پیدا نہیں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ حلال طریقہ سے جتنا مجھے دے رہے ہیں۔ اس سے میرا کام چل رہا ہے۔ اسی وقت تک تم کو سکون حاصل نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ دنیا کے معاملے میں اپنے سے اونچے آدمی کو نہ دیکھو کہ وہ کہاں جا رہا ہے بلکہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھو کہ ان بے چارے کے مقابلے میں اللہ نے تم کو کیا کچھ دے رکھا ہے۔ اس کے ذریعے تم کو قرار آئے گا راحت ملے گی اور سکون حاصل ہو گا لیکن دین کے معاملے میں اپنے سے اونچے کو دیکھو۔ اسلئے کہ اس کے ذریعے آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو گا اور آگے بڑھنے کی بے تابی ہو گی اور یہ بے تابی بڑی مزیدار اور لذیز ہے۔ دنیا کیلئے بے تاب ہونا تکلیف دہ اور آخرت کیلئے بے تاب اور بے قرار ہونا راحت دہ ہے۔

فتنوں سے بچاؤ صرف اعمال صالحہ سے

بہرحال سامعین کرام! میں نے آیت کیساتھ ایک حدیث شریف بھی ذکر کی تھی جو حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے:

> عن ابی هريرة ان رسول اللّٰهﷺ قال بادروابا الا عمال الصالحه فتكون فتن كقطع الليل المظلم يصبح الرحل مؤمناً ويمسى كافراً و يمسى مؤمناً ويصبح كافراً يبيع دينه بعرض من الدنيا (رواہ مسلم)
>
> حضرت ابوہرہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو اسلئے کہ بڑے فتنے آنے والے ہیں۔ ایسے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ صبح انسان مومن ہو گا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مومن ہو گا اور صبح کافر، اسلئے کہ اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہوگا کہ جب اندھیری رات شروع ہو جاتی ہے اور اس کا ایک حصہ گزر جاتا ہے تو اس کے بعد آنے والا حصہ بھی رات ہی کا حصہ ہوتا ہے۔ اور اس حصے میں تاریکی بنسبت اول حصے کے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تیسرے حصے میں اندھیرا بڑھ جاتا ہے اب اگر کوئی بندہ اسی انتظار میں ہے کہ اب تو مغرب کا وقت ہے تھوڑی سی تاریکی ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد روشنی ہو جائے گی اسی وقت کام کروں گا۔ تو یہ شخص احمق اور بے وقوف ہے۔ اس لئے کہ اب جو وقت بھی گزرے گا تاریکی کا وقت آئے گا۔ اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں فتنے بھی رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے سے ملے ہوئے آئیں گے۔ ایک فتنہ دوسرے سے بڑا ہوگا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ صبح کو ایک آدمی مؤمن ہو کر اُٹھے گا تو شام کو کافر ہوگا۔ اس لئے کہ فتنہ ایسا ہوگا کہ اسکی ایمان کو زائل کردے گا۔

عصر حاضر کے فتنے

اس صدی کے آغاز پر ہم سب نے عجیب وغریب فتنے دیکھے۔ عورتوں اور بچوں کو قطاروں میں کھڑے ہو کر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا نہ تو ہم نے پردے کا خیال کیا نہ کسی اجنبی سے حیا کی۔ راشن کے نام پر پردے کا مذاق اڑایا گیا۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کو بندہ مومن ہو کر اٹھا تھا۔ شام کو کافر بن گیا۔ آپ ﷺ نے وجہ بیان فرمائی کہ یہ اس لئے کہ دین کو دنیا کے عوض بیچے گا۔ یعنی جب کاروبار دنیا میں پہنچا۔ اسکو تو فکر لگی ہوئی تھی۔ دنیا کو جمع کا اور مال اور دولت کو جمع کرنے کی۔ تو ایک وقت ایسا بھی پہنچا کہ مال کے ساتھ شرط یہ تھی کہ دین کو چھوڑ دو تو تم کو یہ دنیا کے مال واسباب مل جائیں گی اب اس کی دل میں کش مکش پیدا ہوئی کہ دین کو چھوڑ کر دنیا حاصل کرو یا دنیا چھوڑ کر دین کو نہ چھوڑو۔

نیکی میں سستی شیطان کا دھوکہ ہے

چونکہ ہم ٹالنے کے عادی بن چکے تھے کہ دین کے بارے میں کب باز پرس ہوگی اگر ہوئی بھی تو بعد میں تو بہ کرلوں گا۔ یہ نقد کا سودا ہے۔ اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا نفس اور شیطان کی مان کر دین کو بیچ ڈالا اور اس دار فانی متاع قلیل کو حاصل کر لیا۔ اسلئے فرمایا کہ صبح مومن اٹھا تھا اور شام کو کافر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بادروا بالاعمال الصالحة انتظار مت کرو سستی اور کاہلی کئے بغیر جلدی جلدی نیک اعمال کرنے کی کوشش کرو۔ ہم کو شیطان دھوکا دے رہا ہوتا ہے کہ ابھی تو جوان ہے۔ بہت ساری عمر باقی ہے۔ جب

بوڑھے ہونگے تو تب نیک اعمال کریں گے یادرکھو۔ یہ شیطان کا دھوکا ہے۔آپ ﷺ چونکہ حکیم ہیں اور سمجھ رہے تھے کہ شیطان اسی طرح نیک بندوں کو ورغلانے کی کوشش کرے گا اسلیئے فرمایا کہ نیکی میں انتظار نہ کرو اور نیک کام کا داعیہ پیدا ہو جائے تو فوراًوہ کام کرنا چاہیے کسی دوسرے وقت پر ٹالنا بہت بڑی نادانی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا جذبہ اعمال صالحہ

غزوۂ اُحد میں ایک دیہاتی قسم کا آدمی کھجوریں کھا رہا تھا اس نے آکر نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ لڑائی جو آپ کر رہے ہیں۔اس میں اگر ہم قتل ہو گئے تو ہمارا انجام کیا ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکا انجام جنت ہوگا تم سیدھے جنت میں جاؤ گے۔حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکو دیکھا کہ وہ کھجوریں کھاتا جا رہا تھا لیکن جب اس نے سنا کہ اس کا انجام جنت ہے تو کھجوریں پھینک کر سیدھا میدان جہاد میں گھس گیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اور سیدھا جنت میں چلا گیا۔ کیونکہ اس صحابیؓ کے دل میں ایک داعیہ پیدا ہو گیا اور جب جنت کا سنا تو کھجور کھانے کے تاخیر کو بھی برداشت نہ کیا اور آگے بڑھ کر اس پر عمل کر لیا۔ رسول پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ وہ ہمیشہ آخرت کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے رہتے۔

غزوہ تبوک میں صحابہ کرام کی مسابقت

سنن ابی داؤد میں واقعہ لکھا ہے کہ غزوہ تبوک اس وقت پیش آیا کہ گرمی کا موسم تھا شدید گرمی تھی۔سورج آگ برسا رہی تھی۔آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ جس نے اس غزوہ میں شرکت کی اس کے لئے میں جنت کا ذمہ لیتا ہوں۔لہٰذا چندہ کی ضرورت ہے اونٹیاں چاہیے روپے پیسے چاہیے صحابہ کرامؓ نے جب زبان نبوت سے جنت کی بشارت سنی تو حسب استطاعت چندہ اکھٹا کرنے لگے۔حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے گھر آکر گھر کا سارا سامان دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔آدھا حصہ گھر کے اخراجات کیلئے چھوڑ دیا اور آدھا مال حضور پاک ﷺ کے دامن میں ڈالدیا۔فرماتے ہیں کہ دل میں یہ خیال تھا کہ آج میں صدیق اکبرؓ سے آگے بڑھوں گا۔کیونکہ میں نے گھر کا آدھا مال حاضر کرلیا ہے۔ یہ نہیں سوچا کہ میں روپے پیسے کمانے میں حضرت عثمان سے آگے بڑھ جاؤں نہ کبھی یہ سوچا کہ میرا مال عبدالرحمٰن بن عوف سے بڑھ جائے۔ جب دین کا معاملہ آجاتا ہے جب آخرت کی بات ہوتی ہے۔تو پھر صحابہ کرام ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا ایثار

بہرحال! جب صدیق اکبرؓ نے اپنا سامان لاکر آپ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا اے عمر! تم نے گھر میں نے کیا چھوڑا۔ فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں نے گھر کا تمام سامان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کیلئے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے ان کیلئے برکت کی دعا کی۔ پھر ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا۔ ابوبکرؓ تم نے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ حضور ﷺ! میں نے گھر کا تمام سامان اکٹھا کر کے آپ کے حضور پیش کر دیا ہے، اور گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑ کر آیا ہوں۔

آپ نے ابوبکرؓ کیلئے دعائیں دیدیں۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ اس دن مجھے پتہ چلا کہ میں چاہے ساری عمر کوشش کرتا رہوں لیکن حضرت صدیق اکبرؓ سے بڑھ نہیں سکتا اسی طرح ایک دوسرے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا آپ میرے ساتھ ایک معاملہ کریں تو میں بڑا احسان مند رہوں گا۔ انہوں نے پوچھا کیا معاملہ؟ فرمایا میری ساری عمر کی نیکیاں، نمازیں، صدقے خیرات، سارے جہاد، آپ لے لیں لیکن صرف ایک نیکی کا اجر وثواب مجھے دیدیں۔ جو رات آپ نے محبوب خدا ﷺ کے ساتھ غار ثور میں گزاری تھی۔ یعنی اس رات کا اجر وثواب عمر کی ساری نیکیوں پر بھاری ہے۔

خلاصہ کلام

غرض یہ کہ جب ہم صحابہ کرام کی زندگی کو دیکھیں تو کہیں یہ بات نظر نہیں آتی کہ صحابہ کرامؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ فلاں نے اتنے پیسے کما لئے ہیں میں اتنے کما لوں گا۔ فلاں کی سواری بہت اچھی ہے میری بھی اس جیسی یا اس سے بہتر ہو۔ فلاں کا مکان بڑا شاندار ہے میرا بھی ان جیسا ہونا چاہیے۔ لیکن اعمال صالحہ اور نیک کاموں میں مسابقت اور مقابلہ نظر آتا ہے جبکہ ہمارا معاملہ اس سے بالکل اُلٹا چل رہا ہے۔ ہم دنیا کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے۔ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن اعمال صالحہ اور نیک کام کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی سوچ بھی نہیں سکتے اللہ تو ہم سب کو معاف کرے اور اعمال صالحہ میں ریس لگانے کی توفیق بخشے۔ نہ کہ دنیا کے کاموں میں۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین۔

الحق کی اشاعت خاص

یہ ضخیم خصوصی نمبر قارئین "الحق" کیلئے پانچ سو روپے میں بغیر ڈاک خرچ کے دستیاب ہوگا۔
لہٰذا اس قیمتی و تاریخی دستاویز کے حصول کیلئے ابھی سے ماہنامہ "الحق" کے آفس سے بکنگ کروائیں۔